بھی غور کیا گیا۔
۲(الف) فرقہ پرستی، صوبائی عصبیّت، علیحدگی پسندی اور مذہبی منافرت کو ختم کرنے اور اس کے بجائے قومی یک جہتی اور امن کو فروغ دینے کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ ہمارا ملک ترقی اور خوشحالی سے ہم کنار ہو۔
(ب) بانیٔ قوم کی سنجیدہ تحریری یقین دہانی اور بعد میں آنے والے لیڈروں کی طرف سے اس کی تائید کے باوجود اقلیتیں بے انصافی اور پاکستانی شہریوں کے طور پر اپنے مساوی حقوق کے مرحلہ وار خاتمہ کی وجہ سے خود کو غیر محفوظ اور تنہا محسوس کرتی ہیں۔ اقلیتوں کو نئے سرے سے یقین دہانی کرانے کی ضرورت محسوس کی گئی۔
(ج) مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک "اپارتھائیڈ" سے گریز کر کے عالمی برادری میں پاکستان کے لیے نیک نامی حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔
۳(الف) لہذا ہم پاکستان کے مسیحی بشپ صاحبان نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومت کو شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ شامل کرنے کا فیصلہ منسوخ کرنے کی تربیت [؟ ترغیب] دی جائے۔
(ب) ہم نے اپنی برادری کے جذبے سے متاثر ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ پُرزور لیکن پُرامن احتجاج اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ حکومت اپنے مذکورہ فیصلے کو منسوخ نہ کر دے۔
دستخط

بشپ الیگزینڈر ملک (بشپ آف لاہور - چرچ آف پاکستان)، آٹھ بشپ صاحبان کی طرف سے
ارمانڈو ٹریندآڈ (قائم مقام صدر کیتھولک بشپس کانفرنس آف پاکستان)
[پندرہ روزہ نقیب کاتھولک، یکم تا ۱۵ دسمبر ۱۹۹۲ء]

یورپ

برطانیہ: اسرائیل کے ساتھ ویٹیکن کے روابط — اپنی اپنی توقعات

گزشتہ ۴۴ سال سے اسرائیل کے ساتھ ہولی سی کے سفارتی روابط نہیں ہیں مگر اسرائیل کو بطور ریاست تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اگست ۱۹۹۲ء کے آغاز میں روم میں اس عندیے کا اعلان کیا گیا کہ ویٹیکن اور اسرائیل باہم مکمل سفارتی روابط قائم کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔
برطانیہ میں مسیحی - یہود مکالمے کے حامیوں نے اس خبر پر از حد خوشی کا اظہار کیا ہے تاہم

فلسطینیوں کی نمائندگی کرنے والے ایک کیتھولک نے کہا کہ اس عمل میں ان کے مسائل فراموش نہیں کیے جائیں گے۔ ایک مسئلہ تو اسرائیل کی جانب سے اپنی جغرافیائی سرحدوں کے بارے میں دعوے ہیں اور دوسرا مسئلہ فلسطینی عوام کا ہے۔

اسرائیل اور ویٹیکن کا دوطرفہ کمیشن سفارتی روابط کی راہ میں حائل مشکلات کا جائزہ لے گا۔ ابھی تک باہمی مذاکرات کی صحیح نوعیت تو سامنے نہیں آئی تاہم یہ واضح ہے کہ بیت المقدس کی حیثیت ایجنڈے میں شامل نہیں ہے۔ یہ پریشان کن مسئلہ مشرقِ وسطیٰ امن مذاکرات کے لیے چھوڑ دیا جائے گا جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور سابق سوویٹ یونین کے اثر و رسوخ سے ہو رہے ہیں۔

"تحریک آزادیٔ فلسطین" کے نمائندہ مقیم لندن، جناب عفیف صفیح نے کہا کہ وہ اسرائیل - ویٹیکن روابط کے بارے میں "کسی قدر پُر امید ہیں۔" کیتھولک عفیف صفیح پہلے شخص ہیں جنھوں نے ویٹیکن اور "تحریک آزادیٔ فلسطین" کے درمیان مکالمے کا آغاز کیا جس کے بعد پوپ اور جناب یاسر عرفات کے درمیان کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ انھوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اسرائیل اور ویٹیکن کے درمیان مذاکرات محض دوطرفہ نہیں بلکہ فلسطینیوں کو شامل کرتے ہوئے سہ طرفہ ہونے چاہییں۔ اسرائیل کے ساتھ تعلقات اس وقت تک معمول پر نہیں آنے چاہییں جب تک مسئلۂ فلسطین کا کوئی منصفانہ حل سامنے نہ آجائے۔

جناب عفیف صفیح کے نقطۂ نظر کے مطابق اسرائیل اور ویٹیکن کے درمیان بات چیت کا پہلو بہ پہلو وہی وقت ہونا چاہیے جو مشرقِ وسطیٰ امن مذاکرات کے لیے طے کیا جاتا ہے۔ "وگرنہ موجودہ ناقابلِ قبول صورتِ حال میں کوئی تبدیلی ہوئے بغیر اسرائیل کے ساتھ روابط قائم کرنا اسے انعام سے نوازنا ہے۔"

انھوں نے مزید کہا کہ جب ۱۹۸۸ء میں بیت المقدس میں پوپ کی جانب سے ایک فلسطینی بطریق کا تقرر کیا گیا تو عرب مسیحیوں نے اسے ویٹیکن کی طرف سے فلسطینی خود مختاری کی حمایت میں علامتی اظہار سمجھا تھا۔

مسیحی - یہود کونسل (Council of Christians and Jews) کے ڈائریکٹر جناب میخائل لاتم نے ویٹیکن اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات سے متعلق خبر پر اظہار مسرّت کرتے ہوئے کہا کہ "یہ اقدام تعمیری پیش رفت ہے۔ ہم کئی برسوں سے آس لگائے بیٹھے ہیں کہ مکمل سفارتی روابط استوار ہوں گے۔"

اس نوعیت کے روابط کی عدم موجودگی کیتھولک - یہود مکالمے کی راہ میں رکاوٹ رہی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو اس ملک میں یہودی گروپ بار بار اٹھاتے رہے ہیں۔" [رپورٹ: دی یونیورس، بحوالہ ماہنامہ "فوکس" لیسٹر - ستمبر ۱۹۹۲ء]